محمد ایوب خاں طاہر

امام بخاریؒ

دنیا میں امام بخاری کے سوا غالباً کوئی ایسا شخص نہیں گزرا ہے، جس نے ہادیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و اقوال اور افعال کو فراہم کرنے اور مرتب صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے اتنی تکلیفیں برداشت کیں ہوں جتنی امام بخاری نے برداشت کیں۔ امام بخاری پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبر کی ایک ایک بات کو تلاش کرنے میں سیکڑوں کوس کے پاپیادہ سفر کیے اور اسلامی ممالک کو چھان ڈالا اور جہاں تک ممکن تھا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کیں۔

واقعہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اسلامی دنیا میں ایک ایسا کام کیا ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانے سے آج تک امام بخاری کی خدمات کو سراہا جا رہا اور ان کی کتاب "بخاری" کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانا جاتا ہے۔

ان کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتے ہمیشہ یاد رہتی۔ تمام علمائے عصر کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کا حافظہ قابلِ اعتماد تھا، علمائے زمانہ نے بارہا ان کی قوتِ حافظہ کا امتحان لیا اور ان پر نقد و جرح کی۔ بڑے بڑے جلسوں میں معرکۃ الآرا، مذاکرات و مکالمات ہوئے۔ آخر ان کی عظمت کا سب کو اقرار کرنا پڑا اور ان کو امام حدیث تسلیم کیا گیا۔

خاندان

امام بخاری کا تعلق مجوسی خاندان سے تھا۔ ناصر الاحادیث النبویہ و ناشر المواریث المحمدیہ امیر المومنین فی الحدیث امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری الجعفی ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو ماوراء النہر کے شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی نامور محدث اور صالح بزرگ تھے۔ ابن حبان نے ان کو طبقہ رابعہ کے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے[1] امام ذہبی نے تاریخ اسلام میں

[1] شہاب الدین ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۷۴

اور امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ انھیں امام مالک، عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید جیسے یکتائے روزگار حضرات۔ سے روایت حدیث کا شرف حاصل ہوا اور یحییٰ بن جعفر، احمد بن جعفر، نصر بن حسین، اور عراقیوں کی ایک بڑی جماعت نے ان سے احادیث کا سماع کیا۔ وہ خوش حال اور دولت مند آدمی تھے اور جس قدر مال دار تھے اتنے ہی پرہیز گار تھے۔ احمد بن حفص کہتے ہیں کہ میں ابوالحسن بن ابراہیم کی موت کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ کہنے لگے میرے پاس جس قدر مال ہے اس میں ایک درہم بھی مشتبہ نہیں ہے[۵۲]

ابتدائی حالات

امام بخاری کے عالم طفولیت ہی میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا تھا اور پرورش کی تمام تر ذمہ داری والدہ نے سنبھال لی تھی۔ صغر سنی میں ہی امام بخاریؒ نابینا ہوگئے تھے، اس وقت کے مشہور اطبا اور معالجین سے رجوع کیا گیا مگر بینائی ٹھیک نہ ہوئی۔ ان کی والدہ بڑی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ انھوں نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور دامن پھیلا پھیلا کر اپنے لخت جگر کے لیے اللہ سے بصارت مانگی، بالآخر دریائے رحمت جوش میں آیا اور ایک رات انھیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور انھوں نے فرمایا اللہ نے تمھاری آہ و زاری اور دعاؤں کی کثرت کے سبب تمھارے بیٹے کی بصارت لوٹا دی ہے۔ صبح جب امام بستر سے اٹھے تو ان کی آنکھیں روشن تھیں۔[۵۳]

زمانۂ تعلیم

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب امام بخاری کی عمر دس سال کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں علم حدیث کی تحصیل کا شوق پیدا کیا اور بخارا کے مدرسے میں داخلہ لے لیا۔ علم حدیث کو بہت محنت اور کاوش سے حاصل کیا۔ متن کو محفوظ رکھا اور سند کے ایک ایک راوی کو ضبط کیا، حتیٰ کہ ایک سال بعد متن حدیث اور اس کی سند پر ان کے عبور کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات اساتذہ ان سے اپنی

---

۵۲ ارشاد الساری از شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ ج ۱ ص ۳۱

۵۳ اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ج ۱ ص ۹

تعلیم کراتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے ایک استاد نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: "حدثنا سفیان عن ابی الزبیر عن ابراهیم" آپ نے فرمایا ابوالزبیر کی ابراہیم سے کوئی روایت مروی نہیں۔ استاد نے ناراض ہوکر بخاری کو تنبیہ کی تو کہا اگر آپ کے پاس اصل ہے تو اس میں دیکھ لیجیے۔ استاد نے اصل کی طرف رجوع کیا اور کہا اچھا پھر بتلاؤ یہ روایت کس طرح ہے۔ عرض کیا "حدثنا سفیان عن زبیر بن عدی عن ابراهیم" اور بتایا کہ لفظ ابی الزبیر نہیں بلکہ زبیر بن عدی ہے۔ استاد حیران رہ گئے اور بھری مجلس میں شاگرد کی تحسین کی۔ امام بخاری تیزی سے علوم دینیہ حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارک، وکیع اور دیگر اصحابِ حدیث کی کتابوں کو ازبر کر لیا۔[4]

زیارتِ حرمین اور آغازِ تصنیف

اٹھارہ سال کی عمر میں امام بخاری اپنے بڑے بھائی احمد بن اسمٰعیل اور اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حج کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ حج کے بعد ان کے بھائی تو والدہ ماجدہ کو لے کر واپس چلے گئے لیکن امام بخاری مزید حصولِ علم کے لیے وہیں ٹھہر گئے۔ اسی دوران انھوں نے قضایا الصحابہ والتابعین کے عنوان سے ایک کتاب لکھی اور اس کے بعد چاندراتوں میں روضۂ انور کے پہلو میں بیٹھ کر تاریخ کبیر تصنیف کی۔ امام بخاری کہتے ہیں، میں نے تاریخ کبیر میں جتنے لوگوں کے اسما ذکر کیے ہیں، مجھے ان کے بارے میں کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور معلوم تھا، لیکن اختصار کے سبب ان تمام واقعوں کو درج نہیں کیا۔ تاریخ کبیر کی تکمیل ہوتے ہی اس کی نقل کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ محمد بن یوسف فریابی کہتے ہیں کہ میں نے تاریخ کبیر کو اس وقت نقل کیا جب ابھی امام بخاری کی داڑھی بھی نہیں آئی تھی۔[5]

حصولِ علم کے لیے سفر

امام بخاری نے طلب حدیث کے لیے پہلا سفر مکے کی طرف ۲۱۶ھ میں کیا تھا اور اگر وہ اس سے پہلے سفر کرتے تو اس زمانے کے طبقہ عالیہ کے ان محدثین سے روایت حاصل کر لیتے جن سے ان کے معاصرین

---

[4] ہدی الساری از حافظ ابن حجر عسقلانی ج ۲، ص ۲۵۰

[5] ارشاد الساری از شہاب الدین احمد القسطلانی ج ۱، ص ۳۲

۔۔۔کے روایت ۔۔۔ ہے۔ اگرچہ انھوں نے طبقہ عالیہ کے متقارب رواۃ مثلاً یزید بن ہارون اور ابو داؤد طیالسی کا زمانہ پالیا تھا۔

۔۔۔ زمانے میں امام بخاری مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے، اس وقت یمن میں امام عبدالرزاق زندہ تھے۔ امام بخاری نے ان سے روایت حدیث کے لیے وہاں جانے کا قصد کیا، لیکن کسی نے ان کو غلط خبر دی کہ امام عبدالرزاق انتقال کر گئے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ایک واسطے سے امام عبدالرزاق سے حدیث روایت کرنے لگے۔

امام بخاری نے روایت حدیث کے سلسلے میں بارہا دور دراز کا سفر طے کیا اور عرصے تک وطن سے دور رہ کر اکتساب علم کرتے رہے۔ انھوں نے خود بیان کیا ہے کہ میں طلب حدیث کے لیے مصر اور شام دو مرتبہ گیا، چار مرتبہ بصرے گیا، چھ سال حجاز مقدس میں رہا اور متعدد مرتبہ محدثین کے ہمراہ کوفے اور بغداد گیا۔

بے مثال قوتِ حافظہ

امام بخاری بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے، جب ہم ان کی قوت حافظہ کے واقعات صفحاتِ تاریخ میں دیکھتے ہیں تو انتہائی تعجب ہوتا ہے۔ ان کے حافظے کے بارے میں مختلف واقعات پڑھ کر حضرت ابوہریرہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ابن اسمٰعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری بچپن میں ہمارے ساتھ حدیث کے سماع کے لیے مشائخ بصرہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ ہم تمام ساتھی حدیث کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے۔ سولہ دن گزرنے کے بعد ایک دن ہمیں خیال آیا اور ان سے کہا کہ تم نے احادیث ضبط نہ کر کے اتنے دنوں کی محنت ضائع کر دی۔ امام بخاری نے کہا اچھا تم اپنے تحریری نوٹ لے آؤ۔ ہم اپنے نوٹ لے کر آئے اور انھوں نے سلسلہ وار احادیث سنانی شروع کر دیں، یہاں تک کہ پندرہ ہزار سے زیادہ احادیث بیان کر ڈالیں۔ یہ سن کر ہمیں یوں گمان ہوتا تھا کہ گویا یہ روایات ہمیں امام بخاری نے لکھوائی ہیں۔

محمد بن ازہر سجستانی کہتے ہیں کہ میں امام بخاری کے ساتھ سلیمان بن حرب کی خدمت میں سماعِ حدیث

---

۵۶ حافظ ابن حجر عسقلانی نے یونہی لکھا ہے۔

کے لیے حاضر ہوتا تھا۔ میں احادیث لکھتا تھا امام بخاری نہیں لکھتے تھے۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ بخاری احادیث نوٹ کیوں نہیں کرتے۔ میں نے کہا تم سے اگر کوئی حدیث لکھنے سے رہ جائے تو بخاری کے حافظے کی مدد سے لکھ لو۔

محمد بن حاتم کہتے ہیں ایک دن ہم فریابی کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ فریابی نے ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے کہا " حدثنا سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب عن ابی حمزہ " اس سند میں سفیان کے علاوہ تمام صحابیوں کی کنیت بیان کی گئی تھی۔ فریابی نے ان راویوں کے اصل نام پوچھے تو مجلس پر خاموشی طاری ہوگئی اور کسی کو بھی ان کے ناموں کا پتا نہ چل سکا۔ بالآخر سب کی نظریں بخاری کی طرف اٹھیں اور انھوں نے کہنا شروع کیا، ابو عروہ کا نام معمر بن راشد ہے اور ابو الخطاب کا نام قتادہ بن دعامہ ہے اور ابو حمزہ کا نام انس بن مالک ہے۔ جیسے ہی امام بخاری نے یہ اسما بیان کیے تمام حاضرین مجلس دم بخود رہ گئے[5]

امام بخاری کی قوتِ حافظہ بیان کرنے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جس کتاب کو وہ ایک نظر دیکھ لیتے وہ انھیں حفظ ہو جاتی تھی۔ تحصیلِ علم کے ابتدائی دور میں انھیں ستر ہزار احادیث حفظ تھیں اور بعد میں جا کر یہ عدد تین لاکھ تک پہنچ گیا، جن میں سے ایک لاکھ احادیث صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح تھیں۔ ایک مرتبہ بلخ گئے اور وہاں کے لوگوں نے فرمائش کی کہ آپ اپنے شیوخ سے ایک ایک روایت بیان کریں۔ آپ نے ایک ہزار شیوخ سے ایک ہزار احادیث زبانی بیان کر دیں۔

سلیمان بن مجاہد کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن سلام کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ محمد بن سلام نے کہا "اگر تم کچھ دیر پہلے میرے پاس آتے تو میں تم کو وہ لڑکا دکھاتا جس کو ستر ہزار احادیث یاد ہیں۔ سلیمان نے مجلس سے اٹھ کر امام بخاری کی تلاش شروع کی۔ بالآخر امام بخاری کو تلاش کر لیا اور پوچھا کیا تم ہی وہ شخص ہو جس کو ستر ہزار احادیث حفظ یاد ہیں۔ بخاری نے کہا مجھے اس سے بھی

---

[5] ہدی الساری از حافظ ابن حجر عسقلانی، ج ۲، ص ۲۵۱

زیادہ احادیث یاد ہیں اور میں جن صحابہ سے احادیث روایت کرتا ہوں ان میں سے اکثر کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور ان کی جائے سکونت سے بھی آگاہ ہوں۔ نیز میں کسی حدیث کی روایت نہیں کرتا مگر کتاب اور سنت کی رو سے اس کی اصل پر واقفیت رکھتا ہوں"[۵۸]

اساتذہ و مشائخ

امام بخاری کے اساتذہ اور مشائخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ انھوں نے شہر شہر اور قریہ قریہ جاکر علم حدیث حاصل کیا۔ امام بخاری نے حصول روایت میں اکابر اور اصاغر کے فرق کا کبھی خیال نہیں رکھا انھیں جہاں سے بھی روایت ملتی اخذ کر لیتے، خواہ بیان کرنے والا ان سے برتر ہو، برابر ہو یا کمتر۔ امام بخاری کے اساتذہ کی تعداد یوں تو ایک ہزار سے زاید ہے لیکن انھوں نے اپنے وقت کے جن مشہور محدثین سے سماع حدیث کی، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

بخارا میں محمد بن سلام بیکندی، عبدالرحمٰن بن محمد مسندی، محمد بن عروہ، سرہالان بن الشعف سے۔ بلخ میں مکی بن ابراہیم، یحییٰ بن بشیر الزاہد اور قتیبہ سے۔ مرو میں علی بن شفیق، عبدان، معاذ بن اسد اور صدقہ بن فضل سے۔ نیشاپور میں یحییٰ بن یحییٰ، بشیر بن حکم اور اسحاق سے۔ رے میں حافظ ابراہیم بن موسیٰ وغیرہ سے۔ بغداد میں محمد بن عیسیٰ، شریح بن نعمان اور معلی بن منصور سے۔ بصرہ میں ابو عاصم النبیل، بدل بن محبر، محمد بن عبداللہ انصاری، عبدالرحمٰن بن محمد، عمر بن عاصم اور عبداللہ بن رجا سے۔ کوفے میں عبیداللہ بن موسیٰ، نعیم، طلق بن غنام، حسن بن عطیہ، خالد بن مخلد اور قبیصہ سے۔ مکے میں ابو عبدالرحمٰن مقری، حمیدی اور احمد بن محمد ازرقی سے۔ مدینہ میں عبدالعزیز اویسی، مطرف بن عبداللہ اور ابو ثابت محمد بن عبداللہ سے۔ واسط میں عمرو بن محمد بن عون وغیرہ سے۔ مصر میں سعید بن ابی مریم، عبداللہ بن صالح، سعید بن عفیر اور عمرو بن ربیع بن طارق سے۔ دمشق میں ابو مسہر اور ابو نصر فرادیسی سے۔ قیساریہ میں محمد بن یوسف فریابی سے۔ عسقلان میں آدم بن ابی ایاس سے حمص میں ابو المغیرہ، ابو الیمان، علی بن عیاش، احمد بن خالد وغیرہ سے سماع حدیث کی۔[۵۹]

---

[۵۸] ارشاد الساری از شہاب الدین احمد القسطلانی، ج ۱ ص ۳۴ [۵۹] ایضاً

خداداد ذہانت

امام بخاری کا ذہن بہت بیدار اور نکتہ رس تھا۔ وہ قرطاس و قلم پر اتنا اعتماد نہیں کرتے تھے جتنا انھیں اپنے حافظے اور ذہن پر اعتماد تھا۔ لوگوں نے بارہا فنِ حدیث میں امام بخاری کا امتحان لیا لیکن وہ اپنی خداداد ذہانت اور بے پناہ قوتِ حافظہ کی بدولت ہمیشہ کامیاب رہے۔

حافظ احمد بن عدی بیان کرتے ہیں کہ جب اہلِ بغداد کو معلوم ہوا کہ امام بخاری بغداد آ رہے ہیں تو وہاں کے محدثین نے امام بخاری کا امتحان لینے کے لیے ایک سو احادیث کے متون اور اسناد میں رد و بدل کر دیا۔ ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے ساتھ اور اس کی سند کو پہلی حدیث کے ساتھ لگا دیا اور اس طرح ایک سو احادیث کے سند اور متن الٹ پلٹ کر دیے اور دس آدمیوں میں یہ احادیث اس طرح تقسیم کر دیں کہ ہر شخص ایک ایک کر کے دس احادیث کے بارے میں امام بخاری سے سوال کرے۔ امام بخاری جب بغداد میں داخل ہوئے تو اہلِ بغداد نے ان کے اعزاز میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد کی، جس میں علما، امرا اور عوام کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک شخص اٹھا اور اس نے سند مقلوب کے ساتھ پہلی حدیث پڑھی۔ امام بخاری سے پوچھا کیا آپ کو یہ حدیث معلوم ہے؟ فرمایا نہیں۔ اس نے پھر دوسری حدیث پڑھی، پھر تیسری، یہاں تک کہ دس احادیث پڑھ ڈالیں اور امام بخاری نے ہر حدیث پر نفی میں جواب دیا۔ جاننے والے اصل سبب سمجھ کر امام بخاری کے علم پر حیران ہو رہے تھے اور انجان لوگ اس جواب کو امام بخاری کا عجز سمجھ کر پریشان تھے۔ پہلے شخص کے بعد دوسرے شخص نے اٹھ کر سوالات کیے اور امام بخاری نے اسی طرح جواب دیے، یہاں تک کہ دس آدمیوں نے سو احادیث بیان کر ڈالیں اور امام بخاری نے ان سو احادیث کے جواب میں یہی کہا کہ میں انھیں نہیں جانتا۔ جب امام بخاری نے دیکھا کہ یہ لوگ سوالات سے فارغ ہو گئے ہیں اور اب کوئی شخص نہیں اٹھتا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پہلے شخص نے جو حدیث پڑھی ہے، اس کی یہ سند بیان کی تھی حالاں کہ اس کی سند یہ ہے۔ اس طرح ان لوگوں کی پڑھی ہوئی سو کی سو اسناد بھی سنا دیں، ان کی اصل اسناد بھی بیان کر دیں اور ہر حدیث کو اس کی اصل سند کے ساتھ لاحق کر دیا۔ جیسے ہی امام بخاری نے اپنا بیان ختم کیا تمام مجلس میں تحسین و مرحبا کے نعرے بلند ہونے لگے اور عوام

خواص سب نے ان کے فضل و کمال کا اعتراف اور ان کی عظمت کا اقرار کیا۔[۱۰]

حافظ ابوالازہر روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سمرقند میں چار سو محدث جمع ہوئے اور انھوں نے امام بخاری کو مغالطہ دینے کے لیے شام کی اسناد عراق کی اسناد میں داخل کیں اور عراق کی شام میں، اسی طرح حرم کی اسناد یمن میں داخل کیں اور یمن کی حرم میں۔ وہ لوگ سات دن مسلسل اس قسم کے مغالطہ آمیز متون اور اسناد امام بخاری پر پیش کرتے رہے لیکن ایک بار بھی وہ امام بخاری کو نہ سند میں مغالطہ دے سکے اور نہ متن میں۔[۱۱]

کثرتِ طرق پر اطلاع

امام بخاری علم حدیث میں ہر قسم کی معلومات کے حامل تھے۔ حدیث کے تمام طرق ان کی نظر میں تھے۔ ایک روایت جتنی اسناد سے مروی تھی، امام بخاری کو ان تمام پر عبور تھا۔ اس زمانے میں طرق و اسناد پر ان سے زیادہ کسی کو دسترس نہیں تھی۔

یوسف بن موسیٰ مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں بصرہ کی جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ منادی کی آواز آئی، اے علم کے طلب گارو! امام محمد بن اسمٰعیل یہاں آئے ہیں جس نے ان سے احادیث کی روایت لینی ہو، وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ مروزی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک دبلا پتلا نوجوان ستون کے قریب انتہائی سادگی اور خضوع و خشوع سے نماز پڑھ رہا ہے، یہی امام بخاری تھے۔ اعلان سنتے ہی چاروں طرف سے شائقینِ حدیث امام بخاری کے گرد جمع ہو گئے۔ امام بخاری نے اگلے روز انھیں احادیث لکھوانے کا وعدہ کیا اور دوسرے روز صبح مجلس املا منعقد ہوئی۔ آپ نے فرمایا، میں آپ کو وہی احادیث لکھواؤں گا جو آپ کے شہر کے محدثین بیان کرتے ہیں لیکن نئی سند کے ساتھ۔ پھر آپ نے ایک حدیث منصور کی روایت سے پڑھی اور فرمایا آپ کے شہر والے اس حدیث کو منصور کے علاوہ روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح امام بخاری نے ان کو کثیر تعداد میں احادیث لکھوائیں اور ہر حدیث کے بارے میں فرماتے کہ آپ کے شہر والوں نے اس کو فلاں سے روایت کیا ہے اور میں اس کو فلاں سے لکھواتا ہوں۔[۱۲]

---

۱۰ ہدی الساری از حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، ج ۲، ص ۲۵۱ ۱۱ ایضاً

۱۲ ارشاد الساری از شہاب الدین احمد القسطلانی، ج ۱، ص ۳۴

حافظ ابو احمد اعمش بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نیشاپور کی ایک مجلس میں امام مسلم بن حجاج امام بخاریؒ سے ملنے آگئے، دوران مجلس کسی شخص نے یہ حدیث پڑھی: عن ابن جریج عن موسیٰ بن عقبۃ عن اسمٰعیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کفارۃ المجلس اذا قام العبد ان یقول سبحانک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک۔

امام مسلم نے اس حدیث کو سن کر کہا، سبحان اللہ کس قدر عمدہ حدیث ہے، دنیا میں اس کا ثانی نہیں یعنی یہ حدیث صرف اسی سند سے بیان کی جاتی ہے۔ پھر امام بخاری سے کہا، کیا آپ کو کسی اور سند کا علم ہے؟ امام بخاری نے فرمایا ہاں، لیکن وہ سند معلول ہے۔ امام مسلم نے درخواست کی کہ مجھے وہ سند بتلائیں۔ امام بخاری نے فرمایا جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر نہیں کیا، اسے مخفی ہی رہنے دو۔ امام مسلم نے اٹھ کر امام بخاری کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس عاجزی سے مطالبہ کیا کہ اگر امام بخاری نہ بتلاتے تو قریب تھا کہ امام مسلم رو پڑتے۔ بالآخر امام بخاری نے فرمایا اگر نہیں جانتے تو لکھو:

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل حدثنا وھیب حدثنا موسیٰ بن عقبۃ عن عون بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفارۃ المجلس الحدیث۔

امام مسلم اس حدیث کو سن کر بے حد مسرور ہوئے اور بے اختیار کہنے لگے، اے امام میں شہادت دیتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص آپ کا مثیل نہیں اور جو شخص آپ سے بغض رکھے وہ حاسد کے سوا اور کچھ نہیں [53]

معرفت علل الحدیث

عللِ حدیث کی معرفت کو علم اصول حدیث میں انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ حدیث معلل اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں کوئی علت خفیہ قادحہ ہو یعنی حدیث بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہو لیکن دراصل اس میں کوئی سقم ہو، مثلاً موقوف کو مرفوع قرار دیا گیا ہو یا بالعکس، اسی طرح مرسل کو موصول قرار دیا ہو

---

[53] ارشاد الساری از شہاب الدین احمد القسطلانی، ج ۱ ص ۳۴

یا بالعکس، یا ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث میں داخل کر دیا گیا ہو یا اور کوئی وہم ہو، ان علل مذکورہ میں سے کوئی علت بھی سند یا متن میں پائی جاتی ہو تو وہ حدیث معلل ہوتی ہے۔ آئمہ حدیث نے حدیث معلل کی معرفت کو بہت مشکل قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن مہدی نے کہا کہ علل حدیث کی معرفت الہام کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔

امام بخاری حدیث کے باقی فنون کی طرح علل حدیث میں بھی انتہائی ماہر اور اپنے وقت کے امام گردانے جاتے تھے اور بڑے بڑے مشہور محدث ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علل حدیث کے بارے میں معلومات حاصل کرتے تھے۔

وراق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مسلم بن حجاج، امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے استاذ الاساتذہ، سید المحدثین اور علل حدیث کے طبیب، یہ بتلایئے کہ "اخبرنا ابن جریج عن موسیٰ بن عقبہ عن سہیل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ۔" اس سند میں کون سی علت ہے؟ امام بخاری نے فرمایا موسیٰ بن عقبہ کا سہیل سے سماع نہیں ہے، پس جو حدیث بظاہر متصل تھی وہ درحقیقت منقطع ثابت ہوئی[۱۴]

حافظ احمد بن حمدون بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک جنازے میں دیکھا کہ محمد بن یحییٰ ذہلی، امام بخاری سے اسماء اور علل کے بارے میں سوال کر رہے تھے اور امام بخاری اس روانی اور تیزی سے جواب دے رہے تھے، جیسے ان کے منہ سے جواب نہیں، کمان سے تیر نکل رہا ہو[۱۵]

نجی حالات

امام بخاری کے والد محدث اسمٰعیل بن ابراہیم بہت امیر آدمی تھے اور امام بخاری کو ان سے وراثت میں مال و دولت کا بہت بڑا حصہ ملا تھا۔ امام اپنا مال مضاربت پر دیتے تھے، خود تجارت نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان کے پچیس ہزار درہم دینا تھے، اس سے فرمایا تم دس درہم ماہانہ ادا کر دیا کرو۔

---

[۱۴] توجیہ النظر از طاہر بن صالح بن احمد الجزائری، ص ۲۶۸

[۱۵] ہدی الساری از حافظ ابن حجر عسقلانی، ج ۲، ص ۲۶۰

ابو سعید بکر بن منیر کہتے ہیں، ایک مرتبہ ابو حفص نے امام بخاری کے پاس کچھ سامان بھیجا، تاجروں کو پتا چلا تو وہ اس سامان کو خریدنے کے لیے پہنچ گئے اور پانچ ہزار درہم کی پیش کش کی۔ فرمایا رات کو آنا۔ شام کو تاجروں کو دوسرا گروہ آیا اور اس نے دس ہزار درہم کی پیش کش کر دی۔ فرمایا میں پہلے گروہ کے ساتھ بیع کا ارادہ کر چکا ہوں۔ پانچ ہزار درہم کی خاطر ارادہ بدلنا نہیں چاہتا۔

سادگی اور انکساری

امام بخاری مزاج اور طبیعت کے لحاظ سے بہت سادہ اور جفاکش تھے۔ اپنی ضرورت کے تمام کام خود کرتے، مال و دولت اور جاہ و مرتبے کے باوجود کبھی خدام نہیں رکھے۔ محمد بن خاتم وراق ان کے ممتاز شاگرد تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری بخارا کے قریب سرائے بنوا رہے تھے اور اپنے ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر دیوار میں اینٹیں لگا رہے تھے۔ میں نے کہا آپ رہنے دیجیے، اینٹیں میں لگاتا ہوں۔ فرمایا قیامت کے دن یہ عمل مجھے نفع دے گا۔

وراق کا بیان ہے کہ امام بخاریؒ کے ساتھ جب ہم کسی سفر پر جاتے تو ہم سب کو ایک کمرے میں جمع کر دیتے تھے اور خود علیحدہ رہتے۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ رات کو پندرہ بیس مرتبہ اٹھے اور ہر مرتبہ خود اپنے ہاتھ سے آگ جلا کر چراغ روشن کیا، کچھ احادیث نکالیں، ان پر نشانات لگائے، پھر تکیے پر سر رکھ کر سو گئے۔ میں نے عرض کیا، آپ نے رات کو اٹھ کر اکیلے تکلیف فرمائی، مجھے اٹھا لیا ہوتا۔ فرمایا: تم جوان ہو اور گہری نیند سوتے ہو، میں تمھاری نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

فیاضی

امام جس قدر مالی اعتبار سے غنی تھے، اس سے زیادہ ان کا دل غنی تھا۔ بعض اوقات ایک دن میں تین تین سو درہم صدقہ کر دیتے۔ وراق کہتے ہیں امام بخاری کی ماہانہ آمدنی پانچ سو درہم تھی اور یہ تمام رقم وہ طلبا پر خرچ کر دیتے تھے۔

زہد

لذائذ دنیوی اور عیش و عشرت سے ان کوئی تعلق نہ تھا، زمانہ طالب علمی میں بسا اوقات انھوں نے سوکھی گھاس کھا کر بھی وقت گزارا۔ ایک دن میں عام طور پر صرف دو یا تین بادام کھاتے تھے، ایک

بیمار پڑ گئے، اطبا نے بتایا کہ سوکھی روٹیاں کھا کھا کر انتڑیاں سوکھ گئی ہیں۔ ان کو امام نے بتایا کہ وہ چالیس
سے سوکھی روٹیاں کھا رہے ہیں اور اس طویل عرصے میں انھوں نے سالن کو ہاتھ نہیں لگایا۔

بیتِ الٰہی

امام بخاریؒ تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور خشیت الٰہی ان کے دل میں کوٹ کوٹ
مری ہوئی تھی۔ مشتبہات سے بچتے، غیبت سے قطعی اجتناب کرتے اور لوگوں کے حقوق کا پورا خیال
تے۔ انھیں تیراندازی کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ ان کا تیر نہر کے پل پر لگا اور اس کی کیل خراب
ی۔ امام بخاری بے حد پریشان ہوئے اور پل کے مالک حمید بن اخضر کے پاس پیغام بھیجا کہ یا تو ہم کو
بدلنے کی اجازت دے دو اور یا کیل کی قیمت لے لو اور یا پھر ہماری غلطی معاف کر دو۔ حمید بن اخضر
سلام بھیجا اور کہا، اے ابو عبداللہ میں صرف یہ کیل ہی نہیں، اپنی تمام املاک آپ کے سپرد کرتا
ں، جس طرح چاہیے اسے خرچ کریں۔ امام بخاری نے یہ جواب سنا تو ان کا چہرہ کھِل اٹھا، اسی خوشی
انھوں نے پانچ سو احادیث بیان کیں اور تین سو درہم صدقہ کیے۔

ایک شخص نے امام بخاری سے کہا کہ تاریخ کبیر میں آپ نے لوگوں کے عیوب بیان کیے ہیں اور ان کی
ت کی ہے۔ امام بخاری نے کہا میں نے کسی شخص کے بارے میں کوئی حکم نہیں لگایا، صرف روایت
ں کی ہے۔ چنانچہ کاذب راویوں کو آپ نے کذاب لکھنے کے بجائے کذب بہ فلاں یا رماہ فلان
ـذب لکھا ہے۔ بکر بن منیر سے روایت ہے کہ امام بخاری کہتے تھے، مجھے اُمید ہے کہ جب میں
تعالیٰ سے ملاقات کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے گا کیونکہ میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

ادت و ریاضت

امام بخاری بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے، کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے۔
ضان شریف میں ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے اور روزانہ نصف شب کو اٹھ کر قرآن حکیم کے
پارے تلاوت کرتے۔ تراویح میں ختم قرآن کرتے اور ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

ابوبکر بن منیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد بن اسمٰعیل نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد انھوں نے قمیص کا
ن اٹھایا اور اپنے شاگرد سے کہا کہ دیکھنا میری قمیص کے نیچے کیا ہے۔ شاگرد نے دیکھا قمیص کے نیچے

بھڑ تھی، جس نے ان کے جسم پر پندرہ سولہ جگہ ڈنگ لگائے تھے جس کی وجہ سے ان کا بدن جگہ جگہ سے سوج گیا تھا۔ ابوبکر بن منیر نے پوچھا، جب آپ کو پہلی مرتبہ بھڑ نے کاٹا تھا اسی وقت آپ نے نماز کیوں نہیں توڑ دی؟ فرمایا میں قرآن کریم کی جس آیت کی تلاوت کر رہا تھا اس میں اتنا ذوق و شوق پا یا تھا کہ اس وقت اس تکلیف کا کوئی احساس نہیں ہوا۔

اخلاقِ حسنہ

امام بخاری نہایت خلیق اور انتہائی بردبار تھے۔ کسی شخص کی بدسلوکی پر وہ کبھی غیظ و غضب میں نہ آتے اور برائی کا بدلہ ہمیشہ نیکی سے دیتے۔ کسی شخص کی اصلاح مقصود ہوتی تو اسے برسرِ مجلس کبھی ملامت نہ کرتے، ہر شخص کی عزت نفس کا خیال رکھتے اور اپنے قول یا عمل سے کسی کو شرمندہ نہ ہونے دیتے۔

عبداللہ بن محمد صیانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام بخاری لکھ رہے تھے، ناگاہ ایک کنیز آگے سے گزری اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے دوات گر گئی۔ فرمایا دیکھ کر چلا کرو۔ اس نے تنک کر بدتمیزی سے جواب دیا، جب راستہ نہ ہو تو پھر کیسے چلوں، فرمایا جاؤ تم آزاد ہو۔

تصانیف

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام بخاری کی مندرجہ ذیل تصانیف بیان کی ہیں:

(۱) الجامع الصحیح (۲) التاریخ الکبیر (۳) التاریخ الاوسط (۴) التاریخ الصغیر (۵) کتاب الضعفاء (۶) کتاب الکنی (۷) الادب المفرد (۸) جزء رفع الیدین (۹) جزء القراۃ خلف الامام۔ (۱۰) کتاب الاشربہ (۱۱) کتاب الہبۃ (۱۲) کتاب العلل (۱۳) برالوالدین (۱۴) الجامع الکبیر۔ (۱۵) التفسیر الکبیر (۱۶) المسند الکبیر (۱۷) خلق افعال العباد (۱۸) قضایا الصحابہ والتابعین (۱۹) کتاب الوحدان (۲۰) کتاب المبسوط (۲۱) کتاب الفوائد (۲۲) اسامی الصحابہ

نیشاپور میں استقبال

۲۵۰ھ میں امام بخاری نے نیشاپور آنے کا پروگرام بنایا۔ یہ خبر سنتے ہی باشندگانِ نیشاپور میں فرحت و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اس زمانے میں محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپور کی علمی ریاست کے والی تھے۔ محمد بن یحییٰ ذہلی نے شہر کے لوگوں کو امام بخاری کے استقبال کی تلقین کی، چنانچہ لوگوں کے

ایک انبوہِ کثیر نے محمد بن یحییٰ کی قیادت میں شہر سے تین مرحلے آگے جاکر امام بخاری کا استقبال کیا اور انتہائی تزک و احتشام سے امام کو شہر میں لائے۔ امام مسلم بن حجاج کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اتنا عظیم الشان استقبال نہ کسی عالم کا دیکھا اور نہ کسی حاکم کا۔

وفات

امام بخاری سمرقند جارہے تھے اور ابھی سمرقند سے کئی منزل دور تھے کہ آپ کو اطلاع ملی کہ اہلِ سمرقند میں آپ کے بارے میں دو آرا ہوگئی ہیں۔ یہ سن کر آپ وہیں راستے میں خرتنگ نامی بستی میں رُک گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اے خدایا یہ بستی اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوتی جارہی ہے، مجھے اپنے پاس بلالے۔ اس دعا کے بعد آپ بیمار پڑ گئے۔ اس اثنا میں اہلِ سمرقند نے آپ کو بلانے کے لیے اپنا قاصد بھیجا، آپ جانے کے لیے تیار ہوئے، مگر طاقت نے ساتھ نہ دیا، چند دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے، جسم سے پسینہ بہنا شروع ہوا، ابھی پسینہ خشک نہ ہوا تھا کہ جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ اس طرح یکم شوال ۲۵۶ھ کو باسٹھ سال کی زندگی گزار کر رات کے وقت علم و فضل کا یہ آفتاب غروب ہوگیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعہ

بیدل

خواجہ عباد اللہ اختر

ابو المعانی مرزا عبد القادر وہ بلند پایہ شخصیت ہیں جنھیں مرزا غالب اور علامہ اقبال "مرشد کامل" کہتے ہیں۔ تذکرہ نویسوں نے بھی دادِ سخن دی ہے کا نظیر متقدمین میں چند ہستیاں ہیں، متاخرین میں ان کا مثل بمشکل پیدا ہوگا۔

کتاب فاضل مصنف کے چالیس سالہ مطالعہ اور تحقیق کا ماحصل اور بیدل کے کلام کی ایک بے مثل جھلک پیش کر

صفحات ۴۷۹ قیمت ۱۵ روپے

ملنے کا پتا ——— ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ، لاہور